روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 99 | جمعرات | 1417ھ 8 ہجرت 1376 ہش 8 مئی 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری جماعت کو تقویٰ اختیار کرنا چاہئے

ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ ہر طرف ضلالت اور غفلت اور گمراہی کی ہوا چل رہی ہے تقویٰ اختیار کریں۔ دنیا کا یہ حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی عظمت نہیں رہی۔ حقوق اور وصایا کی پروا نہیں ہے۔ دنیا اور اس کے کاموں میں حد سے زیادہ انہماک ہے ذرا سا نقصان دنیا کا ہوتا دیکھ کر دین کے حصہ کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ضائع کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ یہ سب باتیں مقدمہ بازیوں اور شرکاء کے ساتھ تقسیم حصہ میں دیکھی جاتی ہیں لالچ کی نیت سے ایک دوسرے سے پیش آتے ہیں۔

(ملفوظات جلد دوم 676)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اکثر لوگوں کے حالات کتابوں میں لکھتے ہیں کہ اوائل میں دنیا سے تعلق رکھتے تھے اور شدید تعلق رکھتے تھے، لیکن انہوں نے کوئی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ اس کے بعد ان کی حالت ہی بدل گئی، اس لئے اپنی دعاؤں کی قبولیت اور کامیابیوں پر نازاں نہ ہو، بلکہ خدا کے فضل اور عنایت کی قدر کرو۔ قاعدہ ہے کہ کامیابی پر ہمت اور حوصلہ میں ایک نئی زندگی آ جاتی ہے، اس زندگی سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت میں ترقی کرنی چاہئے، کیونکہ سب سے اعلیٰ درجہ کی بات جو کام آنے والی ہے وہ یہی معرفت الٰہی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کو کوئی روک نہیں سکتا۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 99)

کوئی جماعت قربانی کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہمیشہ کسی جماعت کی ترقی اور اس کی بلندی قربانیاں چاہتی ہے اور کوئی جماعت ایسی نہیں ملے گی جسے بغیر قربانی کے ترقی حاصل ہوئی ہو۔ کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا جس نے بغیر قربانی ترقی پائی ہو۔ ترقی اور کامیابی کے لئے ضرور قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اور جب تک انسان قربانی نہ کرے وہ کوئی بڑی کامیابی اور عزت حاصل نہیں کر سکتا۔ پس ہر ایک وہ شخص جس کے مد نظر ترقی ہو خواہ وہ دنیاوی ہو یا دینی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تمام ان قربانیوں پر عامل ہو جو اس ترقی کے لئے ضروری ہیں اور ان قربانیوں کے لئے اس کے دل میں کسی قسم کی جھجک اور کسل پیدا نہ ہو کیونکہ جس کے دل میں ایسا خیال پیدا ہوتا ہے وہ کوئی قربانی نہیں کر سکتا اور جو قربانی نہیں کرتا اس کی امیدیں ناامیدی سے بدل جاتی ہیں اور اس کی ترقی کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہو سکتیں۔

دنیا میں قربانی کا قانون ہر کام میں جاری ہے اور چھوٹی چیز بڑی چیز کے لئے قربان ہو رہی ہے۔

دیکھو غلہ لاکھوں اور کروڑوں من بڑی محنت سے پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا انجام کیا ہوتا ہے یہی کہ انسان کے اندر ایک بھٹی ہے جس میں جھونک دیا جاتا ہے۔ ہندو ہون کرتے ہیں اور اس میں گھی، صندل، نافہ وغیرہ وغیرہ چیزیں جلاتے ہیں۔ حالانکہ ان چیزوں کو بیرونی آگ پر جلا کر ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ خود انسان کے اندر ہی ایک آگ ہے جس میں ان کو جلایا جاتا ہے اور اس طرح وہ اس کی زیست کا باعث بنتی ہیں۔ کیا یہ صحیح نہیں کہ کروڑوں من غلہ انسان کی زیست کے لئے اس کے پیٹ کی بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ اور اربوں من بھوسہ جانوروں کے تنور شکم میں جلایا جاتا ہے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ جانوروں اور انسانوں کی زندگی بھوسہ اور غلہ سے بہت قیمتی ہے۔ اور وہ اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ ان چیزوں کو اس کے لئے قربان کیا جائے پس وہ اس کی خاطر قربان ہوتی ہیں۔ پھر ایک بڑے آدمی کی بقا کے لئے جس سے ملک اور قوم کا فائدہ پہنچتا ہو، ہزاروں چھوٹے انسان قربان ہوتے ہیں اور ہزاروں اپنے وقت، علم اور محنت اور جان تک کو اس کی زندگی قائم رکھنے کے لئے قربان کر دیتے ہیں تو تمام دنیا کے کاموں میں قربانی کا سلسلہ جاری ہے اور جتنی کار آمد کوئی چیز ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ اس کے لئے قربانی کی جاتی ہے۔ بعض انسانوں کے لئے ہزاروں لاکھوں انسان قربان ہو جاتے ہیں ایک بادشاہ کے لئے، ایک جرنیل کے لئے، ایک افسر کے لئے بیسیوں نہیں سینکڑوں اور ہزاروں آدمی اپنے آپ کو قربان کر دیتے ہیں اور اگر ایک کار آمد انسان بہت بڑی انسانی قربانیوں کے بعد بچا لیا جائے تو بہت بڑی کامیابی سمجھی جاتی ہے اور جس دن ایسی کامیابی حاصل ہوئی ہو اسے عید کا دن سمجھا جاتا ہے۔ اور اس قسم کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ جو شخص کسی قوم کے لئے یا ملک کے لئے یا مذہب کے لئے مفید تھا اور لاکھوں انسانوں کی زندگی کا سہارا اور ان کے لئے آرام کا باعث تھا اس کی حفاظت کے لئے اگر ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کو بھسم ہونا پڑا ہے تو ہو گئے ہیں۔ اور اس ایک جان کے لئے بے شمار جانیں قربان کر دی گئی ہیں۔ اور قربان ہونے والے اس قربانی پر فخر کرتے ہیں کہ یہ خدمت ہم بجا لا سکے۔

(از خطبہ 17- ستمبر 1918ء)

انسان کو لازم ہے کہ اپنی بساط سے بڑھ کر قدم نہ مارے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

درخواست دعا

○ محترم میاں غلام احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ کی بیٹی عزیزہ امتہ القیوم صاحبہ کا دوسری بار کینسر کی وجہ سے چھاتی کا (Chest) اپریشن اسلام آباد میں ہوا۔ ڈاکٹری رپورٹ سے پہلے سے زیادہ حملہ ہے۔ شفا کاملہ کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترم مولانا محمد احمد جلیل صاحب لکھتے ہیں۔ مکرم سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی کی ہمشیرہ امتہ الحی صاحبہ جرمنی میں سخت علیل ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ اپریشن تجویز ہوا ہے جس میں دیگر عوارض حائل ہو رہے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحت کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔

نکاح

○ مکرم ناصر محمود صاحب ابن مکرم محمد عارف نسیم صاحب سیکرٹری تحریک جدید گلبرگ لاہور کا نکاح عزیزہ مکرمہ نادیہ مظفر صاحبہ بنت مکرم ملک مظفر احمد صاحب سے مورخہ 27 دسمبر 1996ء کو بعوض حق مہر مبلغ ایک لاکھ روپیہ مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب امیر ضلع سیالکوٹ نے پڑھا۔ عزیزہ نادیہ مظفر صاحبہ مکرم محمد ابراہیم صاحب کریانہ سٹور رحمت بازار اور گول بازار ربوہ کی نواسی ہے۔ جبکہ عزیز ناصر محمود صاحب مکرم نواب دین صاحب کوئٹہ حال جرمنی کے نواسے ہیں۔

احباب کرام سے اس رشتہ کے دینی دنیاوی ہر لحاظ سے احمدیت کے لئے باعث برکت و اقبال ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم طارق محمود صاحب حال جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے 7- اپریل 97ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب جٹ دار الیمن کی پوتی ہے اور مکرم محمد ابراہیم صاحب بھامبڑی صدر محلہ دار النصر کی پڑنواسی ہے۔ حضرت صاحب نے بچی کا نام ادیبہ محمود عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو سعادت مند باعمر بنائے۔

○ مکرمہ فرح ایاز صاحبہ اہلیہ مکرم عاطف صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 9 فروری 1997 کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے دانیہ کنول نام عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم میجر (ر) سلیم صاحب کی پوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو سعادت مند باعمر اور خادمہ دین بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

8- ہجرت 1376 ہش 8 - مئی 1997ء

خدا تعالیٰ کی عطا اور ہمارا فرض

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں :-

رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں۔ پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضا یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافرِ نعمت ہے۔ ایاک نعبد کے معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کئے ہیں۔ دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خلق کی ہے اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہمارا شور بختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یک دفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے۔ یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے۔ پس یہ کیسی رحیمیت ہے کہ ہم کو زبان دے رکھی ہے۔ ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آجاوے تو خاک بھی سنائی نہ دے۔ ایسا ہی قلب کا حال ہے۔ وہ جو خشوع و خضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آجاوے تو وہ سب قریباً بے کار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بے کار ہو جاتے ہیں تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کئے ہیں۔ بے کار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں۔

پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لئے مفید اور کار آمد بنا سکیں گے"۔

اس ارشاد میں رحمانیت اور رحیمیت کو متوازی چلتے ہوئے یہ بتایا گیا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔ ہمیں اس کی نہ صرف پوری حفاظت کرنی چاہئے بلکہ اس سے اس طرح کام لینا چاہئے جس طرح خدا تعالیٰ نے کام لینے کے لئے ان کو بنایا ہے۔ جہاں تک انسان کے کاموں کا تعلق ہے۔ وہ جس طرح اچھے کام کر سکتا ہے ویسے ہی برے بھی کام کر سکتا ہے۔ اور دنیا میں جتنے فسادات ہیں جتنے لڑائی جھگڑے ہیں، جتنی جنگیں چل رہی ہیں اور جتنا انسانوں کی تباہی کے سامان بنائے اور استعمال کئے جا رہے ہیں ان سب کے متعلق سوچتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی کسی عطا کو غلط راستے پر استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے تو وہ اس کی تباہی کا سامان بن جاتے ہیں۔ اگر انسان چاہے تو اس کو جو قویٰ دئے گئے ہیں ان سے انسان کی بہبود کے کام بھی کر سکتا ہے اور اگر وہ چاہے تو ان سے انسان کی تباہی کے سامان بھی پیدا کر سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو بہتر رنگ میں استعمال کیا جائے اگر بالکل ہی استعمال نہ کریں تو وہ قویٰ ضائع ہو جائیں گے۔ لیکن اگر ان کو اس طرح استعمال کریں کہ دنیا کو نقصان پہنچے تو یہ ان قویٰ کی نہایت ناقدری ہو گی اور ایک بہت بڑی ناانصافی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تو وہ قویٰ اچھے کاموں کے لئے دیئے تھے ہم نے اچھے کام چھوڑ کر برے کام شروع کر دیئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کی بہبود کی بجائے انسان کی تباہی کے سامان پیدا ہو گئے۔

پس اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے قویٰ کی صحیح قدردانی یہی ہے کہ ہم ان کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ جو کچھ خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے وہ کچھ کرنے کی کوشش کریں اور اگر ہم یہ بات سمجھنا چاہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے تو اس بات کو مدنظر رکھا جا سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ تمام انسانوں کو اپنی عیال کہتا ہے۔ کون چاہتا ہے کہ اس کی عیال کی تباہی کے سامان پیدا کئے جائیں۔ اگر آپ کسی کے بچے سے تھوڑا سا بھی پیار کریں تو اس کے دل میں آپ کے لئے محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے اس کے بچے سے پیار کیا ہے۔ اگر ہم انسانیت کی بہبود کے کام کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم خدا تعالیٰ کے عیال سے پیار کرتے ہیں اور اسی پیار کے نتیجہ میں ہمیں خدا تعالیٰ کا پیار حاصل ہو گا یہ تو ایک عین فطری سی بات ہے اس کا سمجھنا کسی صورت میں بھی مشکل نہیں ہونا چاہئے۔

پس ہمیں اس بات پر غور کرتے رہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جو قویٰ دیئے ہیں ان کو ہم اس طرح استعمال کریں کہ انسانیت کو اس کا فائدہ پہنچے۔ ہمارے ہاتھ پاؤں، ہمارے تمام اعضاء انسانوں کی بہبود کے لئے کام کریں۔ ایسا کرنے سے ہمارے بھائی بند بھی ہم سے خوش ہوں گے اور خدا تعالیٰ بھی اس کی قدردانی کرے گا۔ اس کے ہاں بھی ہمارے کاموں کی پذیرائی ہو گی۔ اور ان کے نتیجہ میں وہ ہمارے ساتھ محبت کرے گا۔ اور جب خدا تعالیٰ انسان کے ساتھ محبت کرنے لگتا ہے تو اس کی زندگی سیدھی راہ پر چلتی ہوئی اپنے لئے بھی، اور دوسروں کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔

پس اس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے رحمانیت اور رحیمیت کو ایک ہی سمجھنا چاہئے۔ جو چیز خدا تعالیٰ نے از خود ہمیں عطا کی ہے اسے ہم اس طرح استعمال کریں کہ اس کا استعمال اس کی رحمانیت کی قدردانی بن جائے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں رحیمیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم کام کرتے ہیں اور وہ ہمیں جزاء دیتا ہے۔ اور رحمانیت کا مطلب یہ ہے کہ اس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہماری ضرورت کی اشیاء پیدا کر رکھی ہیں۔ پس جو چیزیں اس نے پیدا کر رکھی ہیں ان کو استعمال کیا جائے اور اس رنگ میں استعمال کیا جائے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیں جزاء ملے اور جزاء ملنے کی ایک ہی صورت ہے کہ ہم اچھے اچھے کام کریں اور انسان کی بہبود کو مدنظر رکھتے ہوئے سب کام کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم خدا تعالیٰ کے عطا کردہ قویٰ کو صحیح مصرف میں لائیں اور اس سے دنیا کو بھی فائدہ پہنچائیں اور خود بھی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کریں کیونکہ اس کی عطا کی قدردانی یقیناً ہمیں خدا تعالیٰ کا پیارا بنا دینے کا باعث بنے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔

الفضل زندہ ہے زندہ رہے گا
زندہ رہیں گے اس کے لکھاری
اگرچہ بظاہر چلے جائیں گے وہ
جہاں، جس طرح، آگئی ان کی باری

ابو الاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبیلہ رفیق فوزی- ناروے

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر

بہت بچپن کی یادیں میرے ذہن کے پردے پر محفوظ ہیں کہ میری والدہ اہلیہ کیپٹن ڈاکٹر بشیر احمد خوشی خوشی کسی مہمان کے استقبال کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ ربوہ اسٹیشن پر کسی کو لینے جانا ہے میں بھی اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ تانگے میں بیٹھ کر اسٹیشن روانہ ہو گئی اور بھی بہت سے لوگ موجود ہیں اور کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔ میرے ننھے سے ذہن میں یہ بات گڑی ہوئی تھی کہ جو بھی آ رہا ہے۔ وہ سب سے زیادہ میری والدہ کا تعلق دار ہے۔ کیونکہ والدہ صاحبہ سب سے زیادہ مسرت اور جذباتیت کا اظہار کر رہی تھیں اور ہر کسی کو خوشی خوشی بتا رہی تھیں کہ میری بڑی بیٹی (ناصرہ رشید صدر لجنہ لنڈن) جو کہ اس وقت غالباً میٹرک میں پڑھتی تھی نے اپنے ماموں کی آمد پر ایک نظم لکھی ہے...... اس نظم کا صرف ایک مصرعہ میرے ذہن میں محفوظ رہ گیا ہے۔ جو کچھ اس طرح تھا۔

مغربی افریقہ سے آئے میرے ماموں نذیر

آخر وہ وقت بھی آ گیا جب ٹرین آ کر رکی اور ایک اونچے قد کے بزرگ گاڑی سے اترے۔

بڑھ بڑھ کر لوگ ان سے مل رہے تھے۔ گلے میں پھولوں کے ہار ڈال رہے تھے اس سارے ہنگامے میں مجھے صرف ایک لگن تھی کہ میرے ہاتھ میں جو پھولوں کا ہار ہے وہ بھی کسی نہ کسی طرح ان بزرگ کی گردن میں پڑ جائے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کوئی بھی مربی غیر ملک کی طرف روانہ ہوتا یا واپس اپنی مہم سے لوٹتا تو ان کا استقبال ربوہ اسٹیشن پر اسی انداز سے کیا جاتا تھا۔

پھر اسٹیشن سے نکل کر موٹر میں چند دوسرے لوگوں کے ساتھ بیٹھ گئی۔ میرے ہاتھوں میں وہی ہار تھا۔ اور میں رو رہی تھی۔ ان بزرگ نے میری والدہ سے پوچھا یہ کیوں رو رہی ہے والدہ نے جواب دیا کہ بھائی جان اس نے ہار آپ کے گلے میں ڈالنا تھا مگر اسے موقع ہی نہیں ملا اس لئے رو رہی ہے۔ انہوں نے مسکرا کر اپنی گردن میرے آگے جھکا دی اور کہا لو اب ڈال لو۔

یہ بزرگ مغربی افریقہ کے مربی جو 23 سال غانا میں جماعتی خدمات ادا کر کے واپس آ رہے تھے خاکسارہ کے ماموں حضرت مونالا نذیر احمد مبشر تھے۔

اس دن سے لے کر ان کی وفات تک کے عرصہ میں ہم نے اپنے گھر میں اور ننھیال میں حضرت ماموں جان کی حیثیت اور ان کی شخصیت کو اس طرح پایا کہ وہ بہ یک وقت۔ قاضی ناصح۔ نقاد' دعا گو بزرگ انتہائی شفیق ہستی کے ساتھ ساتھ عزیز ترین رشتے دار بھی تھے۔

حضرت ماموں جان کی والدہ کے ہاں آٹھ بچے پیدا ہوئے۔ سب سے پہلی اولاد جو بیٹی تھیں (مریم صدیقہ) کے بعد یکے بعد دیگرے سات بچے کم سنی میں وفات پا گئے۔ نویں بچے کے وقت حضرت نانا جان کو اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ لڑکا ہو گا اور زندہ رہے گا اور ساتھ ایک تصویر دکھائی گئی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا اور ہو بہو اس تصویر کا ہم شکل جو باپ نے رویاء میں دیکھی تھی اس بیٹے کی پیدائش پر نانی جان نے اپنی دیورانی یعنی عائشہ بیگم صاحبہ جو کہ ایک اور (رفیق حضرت بانی سلسلہ حضرت غلام حسن صاحب) کی زوجہ تھیں کو اپنا بچہ رضاعت کے لئے دے دیا۔ انہوں نے پوری مدت اپنی کم سن بیٹی (محمودہ بیگم) کے ساتھ ماموں جان کو بھی دودھ پلایا۔

عبادات کا التزام

حضرت ماموں جان کے ہر فعل اور عمل سے رضائے الٰہی حاصل کرنے کی تڑپ ملتی تھی خالق کے حقوق ہوں یا مخلوق کے کوئی بھی پہلو ایسا نہ تھا جو آپ نظر انداز کر دیتے۔

جب کبھی بھی ہمارے والدین کو شہر چھوڑ کر جانا پڑتا تو ماموں جان کی خدمت میں عرض کر جاتے کہ رات آ کر بچوں کے پاس سو جایئے گا۔ ماموں جان عشاء منڈی والی بیت میں پڑھ کر آ جاتے۔ آ تو جاتے مگر خفا بھی بہت ہوتے گو کہ ان کی خفگی میں بھی پیار اور شفقت چھپا ہوتا۔ فرماتے کہ میں نے فجر بیت میں پڑھانے جانا ہوتا ہے۔ تمہارے ماں باپ کو کیا کام تھا جو دونوں اٹھ کر چل پڑے ہیں...... ہم ہنستیں اور کہتیں ماموں جان کوئی بات نہیں آج کوئی اور پڑھا دے گا...... مگر ماموں جان کہاں مانتے۔ آخر شب کی عبادت کے وقت اٹھ کر ہمارے گھر سے جو کہ بیت اقصیٰ کے پاس واقع ہے پیدل منڈی والی بیت میں فجر پڑھانے چل پڑتے۔

عبادات سے جنون کی حد تک پیار تھا تمام عمر' عبادات کا التزام اتنی باقاعدگی اور دل لگی سے رہا کہ ہم نوجوانوں کو ماموں جان کا عبادات سے ایسا والہانہ پیار دیکھ کر شرم آتی کہ ہم جوان ہو کر ایسی پابندی نہیں کر سکتے...... آج سے چار سال پہلے ایک واقعہ جو حضرت ماموں جان کا عبادات سے حد درجہ جنون ظاہر کرتا ہے اور جو میرے لئے ناقابل فراموش ہے۔

1993ء میں میں اپنے دونوں بچوں سمیت پاکستان گئی۔ ماموں جان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی بابرکت مہینہ تھا اس وقت بڑھاپا اور بیماری ماموں جان پر پوری طرح غلبہ پا چکی تھی...... یادداشت کا یہ حال تھا کہ آدھ گھنٹہ میرے ساتھ باتیں کرنے اور حال احوال پوچھنے کے بعد میری طرف اشارہ کر کے ممانی جان سے کہنے لگے کہ یہ کون ہے؟ یہ سن کر میں نے رونا شروع کر دیا مجھے روتا دیکھ کر پھر کہنے لگے یہ لڑکی کون ہے جو رو رہی ہے؟ پھر میں نے بتایا تو یاد آ گیا...... حال یہ تھا کہ بار بار ایک بات یاد کروانی پڑتی تھی۔ ہاتھ میں پکڑ کر پانی خود نہیں پی سکتے تھے۔ مگر آخر شب کی عبادت اور روزہ ہر وقت یاد رہتے۔ اس عالم میں بھی روزے سے تھے۔ میں نے ان کے چھوٹے بیٹے ڈاکٹر مبشر سے کہا کہ آپ لوگ ماموں کو روزہ کیوں رکھواتے ہو۔ وہ کہنے لگا اپنے ماموں سے پوچھو پھر میں نے کہا ماموں جان! اب میں نے گھر والوں کو منع کر دیا ہے کہ آپ کو روزے کے وقت کوئی نہ اٹھائے آپ نے بڑی بے نیازی سے میری طرف دیکھ کر مسکرا کر کہا۔ یہ مجھے کیا روزہ رکھوائیں گے...... سحری کے وقت تو ان کو میں اٹھاتا ہوں۔ اور اگر تمہاری ممانی مجھے سحری نہ بھی دیں گی تو میں آٹھ پہرہ رکھ لوں گا۔

اس وقت مجھے اپنے ماموں پر اتنا ٹوٹ کر پیار آیا کہ دہی میں ڈوبی ہوئی خمیری روٹی جس کی خوراک ہے' جس کے ہاتھوں میں زبردست رعشہ ہے' اپنے پرائے کو پہچاننا مشکل ہو رہا ہے مگر حقوق اللہ کا کتنا خیال ہے۔

آپ کی عبادات صرف جسمانی طور پر ادا کرنے تک ہی محدود نہ تھیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خدا کی ذات پر پورا بھروسہ تھا کہ اب اللہ تعالیٰ میری بات ضرور قبول فرمائے گا۔

بہت سے ایسے واقعات مجھے یاد ہیں جو حضرت ماموں جان کے خدا تعالیٰ سے تعلق کو ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح ماموں جان نے اللہ میاں سے بات منوائی دعا اور اس کی قبولیت پر ایمان کی حد تک یقین تھا۔

بارہا ایسا ہوا کہ میں نے ماموں جان کو اپنی والدہ صاحبہ سے یہ بات کرتے سنا کہ فلاں معاملے میں میں خدا کے آگے جھک گیا...... اور اس وقت تک سجدے سے سر نہ اٹھایا جب تک یقین نہ ہو گیا یا اللہ میاں نے یقین نہ دلا دیا کہ تمہاری بات قبول ہو گئی ہے۔

اولوالعزمی

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب قوت ارادی۔ حق بات کرنے کی ہمت' بے خوفی' معاملہ فہمی اور سچ بولنے کی جرات عطا کی ہوئی تھی۔

دعوت الی اللہ کا جنون کی حد تک شوق تھا جامعہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد جماعتی طور پر کوئی خدمت کا موقع ملنے تک کا عرصہ آپ کا اپنے شہر اور محلے کے لوگوں میں دعوت الی اللہ کرتے اور بحث مباحثے کرتے گزرتا اپنی زمینوں پر کام کے سلسلے میں جاتے تو وہاں بھی ایک ہی جذبہ پیش نظر ہوتا کہ فلاں شخص کو کس طریقے سے پیغام حق دیا جا سکتا ہے۔

جب کبھی ماموں جان کا ہمارے ہاں رات ٹھہرنے کا موقع بنتا۔ ہم بہن بھائیوں کی عید ہو جاتی۔ سب ماموں جان کے بستر کے پاس بیٹھ جاتے میری بہن (شاہدہ سجاد سویڈن) ان کی ٹانگیں دبانے لگ جاتیں اور ہم ان سے افریقہ کے قیام کے دوران کے واقعات سننے کی فرمائشیں کرتے۔

ماموں جان ہمیں ایسے ایسے دلچسپ واقعات سناتے جو دلچسپی کے ساتھ ساتھ ایک طرف ایمان کو تازہ کرنے کا موجب بنتے اور دوسری طرف رونگٹے کھڑے کر دینے والے ہوتے۔

اگلی صبح ہم سب بہن بھائی ماموں جان کے سنائے ہوئے واقعات میں سے ماموں جان کی جماعت کے لئے ایثار' قربانی' عزم و ہمت اور شجاعت کے پہلو تلاش کرتے رہ جاتے۔

مثلاً جب ماموں جان ہمیں یہ بتاتے کہ کئی کئی دن مجھے وہاں درختوں کی جڑیں ابال کر کھانا پڑتیں یا کبھی ایسا بھی ہوتا کہ صحرائی پودے ابال ابال کر کھانا پڑتے جن کا کوئی بھی ذائقہ نہ ہوتا۔ تو ہم سب کئی دن تک ماموں جان کی قربانی و ایثار پر غور کرتی رہ جاتیں

ایسے ہی واقعات سناتے ہوئے انہوں نے ایک دفعہ بتایا کہ چونکہ افریقہ میں بعض دفعہ ہمیں انتہائی خطرناک پر پیچ اور دشوار گزار راستوں سے گزر کر انتہائی دور دراز کے مقامات پر جانا پڑتا تھا۔ اسی طرح دعوت الی اللہ کے سلسلے میں ایک دفعہ میں اور ایک مقامی احمدی کسی بہت ہی دور کے علاقے میں دعوت الی اللہ کے لئے گئے۔ راستے میں جنگل اور دریا بھی پڑتے تھے۔ ایک دریا عبور کرنے کا وقت آیا جو کہ ایک گھنے جنگل کے ساتھ ساتھ بہ رہا تھا۔ تو میرا ساتھی مجھے وہاں کھڑا کر کے کسی کشتی وغیرہ کا انتظام کرنے چلا گیا اور جاتے جاتے مجھے سمجھا گیا کہ چوکنے ہو کر رہیں۔ یہاں بہت خطرہ ہوتا ہے۔ ماموں فرماتے ہیں کہ میں زیر لب دعائیں کرتے اپنے ساتھی کا انتظار کرنے لگا۔

اچانک کھٹکا ہوا دیکھا تو جنگل سے ایک مادر زاد ننگا قوی الجثہ حبشی اپنے ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر لے کر نمودار ہوا اور میری طرف بڑھنے لگا۔ میں نے قدرے بلند آواز سے دعا کا ورد شروع کر دیا۔ اتنے میں میرے ساتھی کی دور سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز ابھری۔ یہ آواز سن کر فوراً وہ وحشی نما انسان واپس جنگل کے اندر بھاگ گیا۔

عاجزی اور انکساری

ماموں جان کی طبیعت کا ایک خاص پہلو ان کی حد سے زیادہ انکساری' سادگی اور غریب مزاجی تھی آپ کا لباس انتہائی سادہ اور غریبانہ ہوتا جوتے کثرت استعمال سے گھس کر پھٹ چکے ہوتے جرابوں پر پیوند لگے ہوتے۔ مگر پھر بھی اس وقت تک یہ لباس زیر استعمال رکھتے جب تک کہ ان کو استعمال میں لانا ممکن ہوتا۔

اپنی پھٹی ہوئی جرابیں خود سیتے اس وقت تک نئی جراب نہ لیتے جب تک پہلی بالکل ہی پیوند لگانے کے قابل بھی نہ رہ جاتی۔ جوتے حد سے زیادہ پھٹ جاتے تو پھر بدلتے۔

اپنے بہت بچپن کی بات مجھے یاد ہے کہ گرمیوں کی ایک دوپہر کو میں ماموں جان کے گھر میں تھی ماموں جان برآمدے میں بیٹھے اپنی پھٹی ہوئی جرابیں سی رہے تھے۔ جن پر پہلے ہی پیوند لگے ہوئے تھے مجھے یہ نظارہ دیکھ کر حیرت کے ساتھ ساتھ تکلیف بھی ہوئی۔ چونکہ اس عمر میں ہر بچہ دوسرے مرد کا موازنہ اپنے باپ سے کرتا ہے۔ میں نے بھی بے اختیار کہا ماموں میرے ابا جی تو ایسا نہیں کرتے جراب زیادہ پھٹ جائے تو پھینک

ایک اچھی بات

اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیکی کی طاقتیں دیں اور اس کو یہ اختیار بھی دیا کہ ان کو نیکی کی راہوں پر خرچ کرنے کی بجائے بدی کی راہوں پر خرچ کرے لیکن وہ طاقتیں دی اس لئے گئی تھیں کہ وہ نیکی کی راہوں کو اختیار کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتے ہیں۔ ماموں جان نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے نہ کرے تمہارا باپ ایسا میں کیا کروں۔

ان کے بڑے بیٹے ڈاکٹر نصیر احمد کی شادی ہوئی تو دو چار روز بعد بہو نے (دختر حافظ مسعود احمد صاحب) نے دیکھا کہ خالو جان کے جوتے گھس گئے ہیں تو انہوں نے نئے لا کر بستر کے پاس رکھ دیئے اور پرانے چھپا دیئے تاکہ خالو جان صبح اٹھیں تو نئے سلیپر پہن لیں اور پرانے بھول جائیں...... مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا وہ اللہ میاں کا انتہائی سادہ اور عاجز بندہ عاجزی و انکساری کے جس مقام پر کھڑا تھا یہ سب کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ ان کے خیال کے مطابق تو یہ جوتے ابھی اس قابل تھے کہ ان کو اور استعمال میں لایا جا سکتا تھا۔ آخر کار ماموں جان کی ضد کے آگے گھر والوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور نئے اٹھا کر پھر پرانے جوتے واپس رکھ دیئے۔

صرف کپڑا اور جوتا ہی نہیں روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی ماموں جان کے کردار و عادات میں ایسی سادگی اور کفایت شعاری کے پہلو ہوتے کہ انسان سوچے بغیر نہ رہ سکتا کہ آج کے زمانہ میں بھی اس قسم کے وجود مل سکتے ہیں۔

ایک مرتبہ گرمیوں کے بابرکت مہینے کے دن تھے جمعہ کے بعد حضرت ماموں جان حسب معمول ہمارے ہاں آگئے ابا جان کے پاس بیٹھ گئے باتوں کے دوران ابا جان کو معلوم ہوا کہ آج ماموں جان نے جامعہ احمدیہ میں افطاری میں شرکت کرنے جانا ہے۔

ابا جی نے بہت عاجزی سے عرض کی کہ۔ مولوی صاحب آپ اتنی گرمی میں گھر جائیں گے اور پھر واپس جامعہ احمدیہ کے لئے آئیں گے شدید لو پڑ رہی ہے تانگہ آپ نے کروانا نہیں۔ سائیکل ماموں جان نے کبھی چلائی نہیں تھی ہم نے تمام عمران کو پیدل ہی چلتے دیکھا ہے۔

...... لہٰذا دوپہر یہیں گزار لیں۔ جامعہ احمدیہ ہمارے قریب ہے آسانی رہے گی بہت اصرار کے بعد آخر کار ماموں جان مان گئے میں نے Desert Cooler کے آگے ان کا بستر لگا دیا کہنے لگے تم مجھے اتنے ٹھنڈے کمرے میں لیٹنے کا کہہ رہی ہو تاکہ مجھے خدا بھول جائے بڑی محنت سے ہم بہنوں نے ماموں جان کو ٹھنڈے کمرے میں لیٹنے پر مجبور کیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد استغفار پڑھتے ہوئے اٹھ بیٹھے...... ابا جی نے مجھے کہا کہ تازہ پانی کی دو بالٹیاں بھر کر غسلخانے میں رکھ دو تاکہ مولوی صاحب نہا لیں۔

ماموں جان نہا کر نکلے تو ایک بالٹی غسلخانے کے کونے میں بھری ہوئی رکھی تھی صرف ایک استعمال کی ہوئی تھی میں نے حیران ہو کر پوچھا ماموں آپ صرف ایک ہی بالٹی سے کیوں نہائے ہیں۔ ماموں نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور فرمانے لگے تم مجھے کیا سمجھتی ہو؟ اتنے پانی سے تو بھینس نہاتی ہے۔ یہ سن کر میری ہنسی نکل گئی تو فرمانے لگے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول پاکؐ نے دریا کے کنارے بیٹھ کر کپڑے دھونے والے دھوبی کو بھی احتیاط سے پانی استعمال کرنے کی تاکید کی ہے۔

بظاہر تو ہم ماموں جان کی ایسی باتیں سن کر ہنس پڑتے آپس میں ایک دوسرے کو ماموں جان کی باتیں سناتے رہتے مگر حقیقت تو یہ ہے کہ دل میں ہمیشہ ایک فخر کا احساس رہتا کہ ایسا روحانی وجود ہمارا اپنا رشتے دار ہے اور ہم انہیں ماموں کہتے ہیں...... اولاد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹے عطا کئے دونوں ہی خدا کے فضل سے ڈاکٹر ہیں۔

اطاعت نظام نظام کی اطاعت اور امامت سے محبت آپ کے اوصاف میں سے ایک وصف تھا جماعت کی خدمت اور نظام کی اطاعت کو اپنے ہر کام سے مقدم رکھتے۔ امام جماعت کی آواز پر لبیک کہنا ان کا شیوہ تھا۔ یہی وہ جذبہ تھا جو آپ کو حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علی کے اعلان (بحکم حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی) پر آپ کو بلا معاوضہ کشاں کشاں سات سمندر پار جلتے ہوئے صحراؤں میں لے گیا جہاں کئی برس آپ نے بغیر کسی معاوضے کے مخلوق خدا کو پیغام پہنچایا۔

امامت کی طرف سے کی گئی ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ان کی عادت تھی کہ کسی کو ڈانٹ یا ڈپٹ کر یا زور ڈال کر نصیحت نہ کرتے۔ ان کا اپنا کردار ہی ایسا ہوتا کہ ساتھ والا خود ہی نصیحت پکڑ جاتا۔

جماعت سے محبت کا یہ عالم تھا کہ آخری دنوں میں جب کہ اعصابی کمزوری بری طرح غلبہ پا چکی تھی۔ کوئی اور بات سنتے یا نہ سنتے۔ جہاں جماعت کی بات کی وہاں فوراً چوکنے ہو جاتے اور پورا پورا حصہ لیتے۔ وفات سے دو ہفتے قبل کی ہی تو بات ہے کہ جب خاکسارہ اپنی فیملی سمیت پاکستان گئی ماموں جان کے ہاں پہنچے تو بڑی مشکل سے ماموں کو اپنی پہچان کروائی۔ میں نے کہا ماموں جان مجھے ہمیشہ سے ایک حسرت تھی کہ اپنے شوہر (رفیق احمد فوزی) کو آپ سے ملواؤں آج اللہ تعالیٰ نے میری حسرت پوری کر دی ہے۔

ماموں جان نے ان کے خاندان کے تعارف پوچھا جب انہوں نے بتایا کہ میں قاضی عبداللہ بھٹی اور حضرت قاضی عبدالرحیم بھٹی کے خاندان سے ہوں تو فوراً بولے کہ ان کے بیٹے قاضی عبدالسلام میرے استاد تھے۔ میں نے مزید باتیں کرنا چاہیں مگر ماموں جان خاموش رہے۔ میں نے ممانی جان سے کہا کہ ماموں میرے ساتھ باتیں کیوں نہیں کر رہے۔ کہنے لگیں۔ جماعت کی باتیں چھیڑ دو ابھی باتیں کرنا شروع ہو جائیں گے۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ جامعہ کے لڑکے ان کے پاس آئے بیٹھے تھے اور یہ ان کے ساتھ خوب باتیں کر رہے تھے۔ فوزی صاحب نے فوراً ان کے ساتھ افریقہ کے قیام کی بات شروع کر دی۔ ماموں جان کو ساری اعصابی تکلیف بھول بھال گئی کانپتی لرزتی آواز میں صحرا کے سفر کی باتیں شروع کر دیں۔

حقوق العباد گھریلو معاملات میں بھی خدا خوفی کا طریق ہمیشہ مد نظر رہا۔ چونکہ ممانی صاحبہ بھی بفضل خدا تعلیم یافتہ دین دار خاتون ہیں۔ انہوں نے بھی خدا کے فضل سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ دونوں میں خدا کے فضل سے آپس میں دینی مطابقت بھی تھی ویسے تو بیگم اور بچوں کے ساتھ انتہائی مشفقانہ رویہ ہوتا ہر قسم کی آزادی رائے کا حق ہوتا مگر جہاں شرعی معاملہ آجاتا وہاں ماموں جان کو کوئی رشتے دار' رشتے دار نظر نہ آتا وہاں خدا کے فرمان کو ہر تعلق سے فائق سمجھتے۔ میکے اور بیوی کے رشتے دار ہر دو گھرانوں میں برابر کی تعلق داری اور قرابت داری کے فرائض نبھاتے۔

رشتے دار اور عزیز و اقارب کے علاوہ جماعت کے سینکڑوں افراد ایسے تھے جو آپ سے باقاعدہ دعا کا کہتے رہتے خطوط کے ذریعے یا ظاہری ملاقات کی وساطت سے۔

اللہ سے استصواب کا اصرار بھی زیادہ ہوتا۔ کبھی کسی کا دل نہ توڑا صرف زبانی کلامی ہی نہیں بلکہ توجہ سے طالب دعا کے لئے خدا کے حضور دعا مانگتے۔ تقریب چھوٹی ہوتی یا بڑی۔ دعوت کسی امیر آدمی نے دی ہوتی یا غریب نے کبھی بھی نہ ٹھکراتے۔

سیالکوٹ میں واقع موروثی زمینوں کی تقسیم' شروع ہوئی تو ماموں نے سب سے پہلے اپنی بہن یعنی والدہ صاحبہ کا حصہ نکال کر ان کے حوالے کیا۔

حالانکہ میری والدہ حضرت ماموں جان کی سوتیلی اور رضاعی والدہ کی بیٹی تھیں۔ حضرت نانا جان نے ماموں جان کی والدہ کی وفات کے بعد شادی کی تھی۔ مگر ہم نے ان دونوں بہن بھائیوں میں اتنا پیار دیکھا کہ کبھی گمان بھی نہیں ہوا تھا کہ ان کی مائیں الگ الگ تھیں۔

اسی طرح ماموں جان کی اپنی سگی بہن (مریم) جو بہت جوانی میں تین بچے چھوڑ کر فوت ہو گئیں تھیں جن میں سے دو بیٹے بشارت احمد اور داؤد احمد پراپرٹی ڈیلر اسلام آباد (حال کینیڈا) ہیں کو بھی ان کی والدہ کا برابر کا حصہ جائیداد میں سے ادا کیا۔ حضرت ماموں جان اپنی اس بہن کے بچوں کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ چاہتے۔

وفات سے چند دن پہلے جبکہ میں ان کے پاس ربوہ میں تھی میرا بیٹا یاسر عتیق شدید ملیریا بخار میں مبتلا ہو گیا ہم سرگودھا سے اسے اٹھا کر ربوہ لے آئے۔ ماموں جان کو آکر بتایا کہ ہمارے بچے کے لئے دعا کریں آج چھٹا دن ہے اور اس کا بخار نہیں ٹوٹ رہا۔ ماموں جان نے اسی وقت بستر پر بیٹھے بیٹھے کہا چلو دعا کر لیتے ہیں اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے ہم سب نے بھی تقلید کی اللہ کے فضل سے اس رات بچے کو بخار نہ ہوا اور بچہ رو بصحت ہو گیا۔

کون کون سی بات یاد کروں اپنے پیارے ماموں جان کی زندگی کا ایک طویل وقت ہم نے ان کی محبتوں شفقتوں اور دعاؤں کے سائے میں گزارا ہے۔

ان کے بیٹے ڈاکٹر منیر احمد اور بہو طاہرہ نے اور ممانی جان نے آخری چند سالوں میں جیسے ان کی خدمت کی ہے اس کا اجر تو خدا ہی ان کو دے سکتا ہے ممانی جان نے مجھے حضرت امام جماعت الرابع کے خطوط لا کر پڑھائے جو کہ انتہائی محبت کی غمازی کر رہے تھے۔ جس میں حضرت صاحب نے ممانی جان کو ماموں جان کی خدمت کرنے پر اور ماموں جان کو دعا کے بارہ میں لکھے تھے۔

جن الفاظ سے میرے آقا نے میرے ماموں جان کو ان کی وفات کے بعد یاد کیا ہے یہ الفاظ ہمارے لئے سرمایہ حیات ہیں اللہ تعالیٰ ہمارے ماموں کو جنت میں جگہ دے آمین۔

OOO

فکر ہے چاند کو بہت تھوڑی سی رات رہ گئی
وقت یونہی گزر گیا بات میں بات رہ گئی
رنگ پہ کارزار تھا جوش میں کاروبار تھا
ایسے میں آگئی صدا بات میں بات رہ گئی
ماضی کی تلخیوں کا ذکر کرنے سے فائدہ تھا کیا
یہ تو بہت بھلا ہوا بات میں بات رہ گئی
خواب میں خواب کا سماں جاگتے ہی ہوا دھواں
ہاتھ میں ہاتھ رہ گیا بات میں بات رہ گئی
پہروں ہم اپنے دل کی بات کرتے تھے بیٹھے ساتھ ساتھ
آج بچھڑ کے یوں لگا بات میں بات رہ گئی
کہنے کو تو تھا بہت مگر اُٹھ نہ سکی جھکی نظر
کوئی بھی کچھ نہ کہہ سکا بات میں بات رہ گئی

امتہ الباری ناصر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل صاحب

محبت کی زنجیر

کیا آپ اپنے ہمسایوں سے متعارف ہیں یا صرف ساتھ والے مکان پہ آویزاں نیم پلیٹ پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ایک انگریز مصنف اپنے ہمسایوں کی بات کر رہا تھا۔ اور وہ ذکر تھا آج سے کوئی سو سال قبل کے لندن کا۔ اس نے لکھا کہ اپنے ہمسایہ کو دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ہاں یہ احساس ضرور پیدا ہوتا ہے کہ ساتھ والے مکان میں کوئی صاحب رہتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی کا احساس فقط اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ کمرے کی انگیٹھی میں بجھتے ہوئے کوئلوں کو لوہے کی سلاخ سے الٹ پلٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ سلاخ بھی بے قابو ہو کر ہماری مشترکہ دیوار سے قدرے زور سے ٹکرا جاتی ہے۔ اس وقت مجھے احساس ضرور ہوتا ہے کہ دیوار کی دوسری جانب بھی کچھ لوگ ہیں۔ مگر کون؟ میں نے کبھی جاننے کی کوشش نہیں کی۔ کیسے ہیں وہ لوگ؟ مجھے کچھ معلوم نہیں۔ میرے پاس اتنا وقت ہی نہیں کہ ان سے متعارف ہونے کے لئے وقت نکالوں۔ میرے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل ہے...... یہ تو تھی ایک سو سال پرانی بات مگر آج بھی اکثر یہ دیوار گرائی نہیں جاتی۔ آج تو اور بھی نفسانفسی کا عالم ہے۔ ہم اپنے میں مگن ہیں اور دوسروں کی خبر گیری کا نہ ہمارے پاس وقت ہے اور نہ ہی اس کا احساس۔ کچھ عرصہ قبل یورپ کے ایک مہذب ملک کے متعلق ایک خبر چھپی۔ کہ ایک بوڑھی عورت ایک مکان میں رہائش پذیر تھی۔ نہ اس کے ہمسایوں کو اس کا علم' نہ اس کے رشتہ داروں کو مزاج پرسی کی فرصت۔ ہمسایہ کو اس سے غرض نہ تھی کہ وہ کس حال میں ہے۔ مکان بند ہے تو بھی کسی کو احساس نہ ہوتا کہ کیوں بند ہے یا کتنے عرصہ سے بند ہے۔ اور پھر ایک روز بو کا بھبکہ ہمسایہ کے گھر تک پہنچا تو اسے کرید ہوئی' جستجو ہوئی کہ یہ کیا۔ پولیس کو ٹیلی فون کیا۔ پولیس آئی۔ لوگ اندر پہنچے تو ایک متعفن' گلی سڑی لاش نے ان کا استقبال کیا۔ نہ جانے اسے کیا ہوا۔ کب وہ اللہ کو پیاری ہو گئی۔ نہ کوئی بیمار پرسی کرنے والا' نہ کوئی آنسو بہانے والا۔ لاش نہ جانے کب سے پڑی تھی مگر کسی ہمسایہ کو معلوم نہ ہو سکا۔ اب اس قسم کے واقعات اور ایسی کیفیت صرف مغربی ممالک سے ہی متعلق نہیں رہی۔ بلکہ ہمارے ہاں بھی کچھ اسی قسم کے نظارے نظر آنے لگ گئے ہیں۔

نظاروں کی بات ہوئی تو آیئے آپ کو ایک اور نظارہ دکھائیں۔ افریقہ کا ایک دور افتادہ علاقہ۔ الگ تھلگ سا علاقہ۔ ایک چھوٹا سا گاؤں۔ چند گھر۔ شہر سے دور دراز۔ نہ کوئی سڑک نہ راستہ۔ جنگل ہی جنگل' مچھروں کی بہتات' جنگلی جانوروں کی یلغار' ان گھروں کے چند سیاہ فام' بظاہر بد صورت مگر بڑے ہی حسین دلوں کے مالک' چند لوگ۔ دوسری دنیا سے الگ تھلگ۔ نہ مہذب دنیا سے متعلق نہ غیر مہذب سے۔ اپنی ایک دنیا بسائے ہوئے۔ بھلا ان کو دوسروں کے دکھ درد سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے۔ یقیناً اپنے حال میں مگن ہوں گے۔ لیکن کیا واقعی یہ غیر متعلق ہیں؟ نہیں آج کی دنیا میں رابطوں کے نئے نئے سامان پیدا ہو گئے ہیں۔ برقی لہروں کو نہ تو جنگل' نہ کوئی ٹوٹی پھوٹی سڑک وہاں پہنچنے سے روک سکتی ہے۔ نہ اس میں مچھروں کی یلغار' نہ درندوں کی بھیانک آوازیں حائل ہو سکتی ہیں۔ ٹیلی ویژن کے انٹینا یہاں بھی نظر آتے ہیں اور اس زمانہ کی نئی لوہے کی چھتریاں' جنہیں ہم لوگ بڑے فخر سے اپنے مکانوں کی اونچی سے اونچی چھت پر نمائش کے لئے نصب کرتے ہیں' تا ہمارے ہمسایوں پہ ہماری امارت کا رعب پڑ سکے' وہ ڈش انٹینا یہاں بھی نظر آ رہے ہیں۔

آیئے ان لوگوں کا ذرا قریب سے مطالعہ کریں۔ ظاہری لحاظ سے باہر کی دنیا سے بہت مختلف۔ رنگت میں نہ یورپ کے گورے لوگوں سے تعلق نہ ایشیا کے گندمی لوگوں سے۔ نہ چہرے کے نقوش کسی اور ملک کے لوگوں سے ملتے جلتے۔ نہ موٹے موٹے ہونٹ' گھنگریالے بال انہیں کسی اور قوم کے قریب کرتے ہیں۔ یقیناً یہ اپنی الگ بستی بسائے ہیں۔ اپنے حال میں مست ہیں۔ انہیں باقی دنیا سے کیا تعلق۔ لندن کے مکیں اپنے ہمسایوں کو نہیں جانتے تو یہ جو دنیا کے ایک کونے میں بیٹھے ہیں' جنگلوں سے گھرے اور مچھروں سے اٹے ہوئے' ایک الگ تھلگ علاقہ میں بیٹھے ہیں' انہیں بھلا دوسروں سے کیا واسطہ۔ لیکن ایک روز ایک عجیب بات ہوئی۔ دنیا کے ایک کنارے سے' مشرق کے ایک ملک کے ایک چھوٹے سے قصبے میں چند بزرگوں کی آزادی پر شب خون مارا گیا۔ مگر جب ایک چھوٹا سا لفظ '(الفضل میں "حضور" لکھے جانے پر ایڈیٹر صاحب کو ہتھکڑی پہنادی گئی) معصوم سا لفظ ایک نوک قلم سے فرط محبت میں اچھل پڑتا ہے تو ایک ہنگامہ بپا کر دیا جاتا ہے۔ ان اللہ والوں کے ہاتھوں کو' جو ہمیشہ دعا کے لئے اٹھتے رہے' ہتھکڑیاں پہنادی جاتی ہیں۔ انہیں جیل میں بند کر دیا جاتا ہے۔ مگر یہ سانحہ ایسا نہیں' یہ واقعہ ایسا نہیں کہ بس اخبار میں چھپ گیا۔ چند لوگوں نے دکھ کا اظہار کیا اور پھر سب خود فراموشی کے عالم میں گم ہو گئے۔ یہ بزرگ ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں' ایک ایسے امام سے وابستہ ہیں' جو اپنے پیاروں کا غم شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ جن کا دردمند دل ایسے سانحہ پہ ایک کرب کی کیفیت محسوس کرتا ہے اور ان کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھ جاتے ہیں۔ سو ایسا ہی ہوا۔ حضرت امام کی دل کی گہرائیوں سے اللہ کے حضور ایک دردمندانہ التجا اٹھی' ایسی التجا جس کو بلند ہوتے ہوئے شرق و غرب میں بہت سوں نے دیکھا۔ ایک کرب کا اظہار' ایک دکھ کی کیفیت۔ یہ درد سے بھری' عاجزانہ التجا کچھ اس انداز میں ایک بے جان' بے حس مشین کے سامنے آئی کہ وہ اپنی ساری بے حسی کے باوجود تھرتھرا اٹھی اور یہ تھرتھراہٹ اور کرب و غم کی کیفیت برقی لہریں افریقہ کے اس دور افتادہ چھوٹے سے گاؤں تک لے گئیں۔ سیاہ چہروں کے پیچھے چھپے ہوئے چمکتے ہوئے دل کچھ ایسے متاثر ہوئے کہ وہ اپنا غم والم بھول گئے۔ انہیں فقط اتنا یاد رہا کہ ان سے کوئی سات' آٹھ ہزار میل دور بیٹھے ہوئے ان کے بھائی ایک دکھ میں مبتلا کر دیئے گئے۔ اور ان کے امام شدت درد سے ایک التجا بن گئے۔ ایک ایسی التجا جو دل ہلا دے' ایسی دعا جو تاثیر طلب کرے' ہزاروں میلوں کے فاصلے سمٹ گئے۔ نادیدہ مگر اپنے لوگوں کے لئے یہ پیارے پیارے ہاتھ اٹھ گئے۔ آنکھوں سے آنسو کی جھڑی برسنے لگی۔ لب تھرتھرانے لگے۔ دعائیں سوئے آسماں اٹھنے لگیں۔ ایک کرب' ایک درد جو اٹھا ہزاروں میل سے' ویسا ہی محسوس ہو رہا ہے یہاں' یہاں افریقہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں۔ سسکیاں اور آنسو۔ آہیں اور التجائیں ایسی کہ گویا اپنے بہت ہی عزیز' بہت ہی قریبی کسی مشکل میں مبتلا ہیں۔ نہ رنگ و نسل حائل' نہ فاصلے اور دوریوں کی خلیج۔ کیسے ہیں یہ لوگ کہ ہزاروں میل دور دوستوں کا غم بانٹ رہے ہیں۔ کیا یگانگت ہے' کیا اپنائیت' کیسے پروئے ہوئے ہیں یہ لوگ ایک لڑی میں۔ کیسے باندھے ہوئے ہیں اللہ کی رسی میں' ایک محبت کی زنجیر میں!

OOO

ابوالحسن

طلباء کی ناکامیوں کے اسباب اور استاد

طلباء کی ناکامی اور اس کے اسباب کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاتا رہا ہے۔ طلباء کے ساتھ ساتھ ان کے والدین کو بھی اس ناکامی کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس ضمن میں مضامین کا غلط انتخاب کھیلوں اور غیر اہم نصابی سرگرمیوں میں ضرورت سے زیادہ وقت گزارنا۔ مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلاء ہوتے ہوئے ان سے بے خبر ہونا۔ مالی مشکلات کی وجہ سے جز وقتی کام کرنے پر مجبور ہونا۔ امدادی کتب اور Made Easy جیسی کتب پر انحصار کرنا "بیرونی ممالک زرخیز چراگاہوں کی طرف محو پرواز ہونے کے لئے کوشاں رہنا۔ جیسے محرکات اور اسباب کا اکثر تذکرہ کیا جاتا ہے۔ یہ تمام امور کافی حد تک درست ہیں۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا اساتذہ کرام اس تمام تر خرابی سے مبراء یا بری الذمہ ہیں۔ مجھے اس سے اتفاق نہ ہے۔ حق یہ ہے کہ منجملہ دوسری باتوں کے اساتذہ کرام بھی اس نظام کا حصہ ہیں اور انہیں بھی بڑی فراخ دلی سے اس چیز کو قبول کرنا چاہئے۔ خاکسار سردست ایک یا دو باتوں کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہے۔ عام طور پر یہ مشاہدہ میں آیا ہے کہ اساتذہ کا ایک طبقہ طلباء کے اندر جھانک کر ان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں اور استعدادوں کو ڈھونڈ نکالنے اور کھنگالنے کی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی بجائے ایسے اساتذہ اپنی علمیت کے اظہار پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر طالب علم کے اندر کوئی نہ کوئی گوہر چھپا ہوا ہوتا ہے۔ اصل کام اسے تلاش کرنا اور طالب علم کو اس سے روشناس کرانا ہے۔ بعض اساتذہ تو اس کے برعکس اپنے طلباء کو پڑھائی میں کمزوری کی صورت میں سخت سست کہتے ہیں اور انہیں ہر آن کوستے اور طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے رہتے ہیں جس کا یقیناً ان پر منفی اثر پڑتا ہے۔ نتیجتاً بہت سے کم حوصلہ طلباء راستے میں گر جاتے ہیں یا پھر اپنے تعلیمی سفر کے دوران احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں اور کچھ کر سکنے کے باوجود کوئی قابل ذکر کارکردگی کا مظاہرہ نہیں کر پاتے۔ البتہ استثنائی صورت میں بعض طلباء اساتذہ کی اس ڈانٹ ڈپٹ کو چیلنج کے طور پر لیتے ہیں اور وہ کچھ کر دکھاتے ہیں جس کا ایسے اساتذہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ اساتذہ کرام کو اپنے طلباء کے ساتھ ایک گہرا مشفقانہ اور ذاتی تعلق ہونا چاہئے۔ وہ ہمیشہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں اور ان کے اندر غیر معمولی اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ تمثیلی طور پر اسے یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے۔ ایک طالب علم انٹرویو کے لئے بورڈ کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ بورڈ تین یا چار ماہرین تعلیم پر مشتمل ہے۔ طالب علم یا امیدوار گھبرایا اور سہما ہوا اندر داخل ہوتا ہے۔ اس سے فوری طور پر نام اور دیگر کوائف کا استفسار ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ سب کچھ ان کے پاس بلکہ سامنے موجود ہے۔ پھر پہلا رکن اس سے ایک مشکل اور الجھاؤ والا سوال پوچھتا ہے۔ بیچارہ امیدوار ٹوٹا پھوٹا جواب دے پاتا ہے تو فوراً دوسرا رکن اس سے ایک اور سوال پوچھ ڈالتا ہے۔ باقی اراکین اسے خوفناک نظروں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ ان سب کی کوشش اسے لاجواب یا شرمندہ کرنا ہوتا ہے۔ لاچار امیدوار مایوسی کے عالم میں کمرہ سے نکلتا ہے۔ اس کے مقابل پر ایک اور بورڈ ہے۔ اس میں وہی امیدوار حاضر ہوتا ہے۔ اسے بڑے آرام اور ادب سے کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اراکین چائے پینے میں مصروف ہیں۔ امیدوار بڑے اطمینان سے اپنی نشست سنبھالتا ہے۔ بورڈ کے اراکین کسی ایک موضوع پر گفتگو شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً امتحانی نظام اور اس کی خامیاں وغیرہ اس عرصہ میں ملازم چائے کا ایک کپ لاتا ہے جو اسے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اسے اپنی عزت افزائی محسوس کرتا ہے اور اس سارے عرصہ میں وہ مکمل طور پر نہ صرف سنبھل چکا ہوتا ہے بلکہ وہ اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر انہی کا حصہ سمجھتا ہے۔ اچانک ان کا سربراہ امیدوار سے مخاطب ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ میاں

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

برطانیہ میں لیبر پارٹی کی جیت

سیاسی مبصرین کی پیشگوئیوں کے عین مطابق برطانیہ کے عام انتخابات میں اپوزیشن لیبر پارٹی غیر معمولی اکثریت کے ساتھ عام انتخابات جیت گئی ہے اور جان میجر کا اقتدار ختم ہونے کے بعد اقتدار کا ہما اب 43 سالہ ٹونی بلیئر کے سر پر بیٹھ گیا ہے۔ حکمران قدامت پسند جماعت کنزرویٹو پارٹی کا طویل 18 سالہ دور اقتدار بھی اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ کنزرویٹو پارٹی کے اقتدار میں زیادہ حصہ برطانیہ کی آئرن لیڈی مسز مارگریٹ تھیچر کا رہا جنہوں نے 12 سال حکومت کر کے طویل ترین دور اقتدار کا ریکارڈ قائم کر دیا تھا۔ ان کے جانشین جان میجر ایک انتخاب تو جیت گئے تھے مگر اس کے بعد وہ اپنی مقبولیت کا تسلسل برقرار نہ رکھ سکے اور اگرچہ کئی سال پہلے ہی یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ جان میجر آئندہ انتخابات جیت نہیں سکیں گے اور مسٹر ٹونی بلیئر آئندہ وزیر اعظم ہوں گے لیکن اس کے باوجود کسی فرد یا جماعت نے مڈ ٹرم انتخابات کا نعرہ نہیں لگایا اور صبر کے ساتھ 5 سالہ ٹرم ختم ہونے کا انتظار کیا۔

جان میجر یورپی یونین میں برطانیہ کی سرگرم شرکت کے مخالف تھے اور انہوں نے رائے عامہ کو برطانوی اقتدار اعلیٰ کے تحفظ کا نعرہ دیکر ساتھ ملانے کی کوشش کی لیکن ان کے ووٹروں نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ یورپی یونین میں زیادہ سرگرم طریق پر شامل ہو گا۔ اور اب شاید مشترکہ کرنسی کے معاملہ پر برطانیہ کی مخالفت کا ووٹ ختم ہو جائے۔

برطانیہ کی آبادی پاکستان ہی کے برابر ہے لیکن یہاں پر ایوان زیریں (قومی اسمبلی) میں پاکستان کی نسبت قریباً اڑھائی گنا زیادہ سیٹیں ہیں۔ پاکستان کی سیٹیں اڑھائی سو کے قریب جبکہ برطانیہ کے ایوان زیریں جسے دار العوام ہاؤس آف کامنز کہا جاتا ہے' اس میں سیٹوں کی تعداد 6 سو سے زائد ہے۔ عموماً ایک حلقے میں 50 ہزار کے قریب ووٹر ہوتے ہیں جبکہ پاکستان میں قومی اسمبلی کے ایک حلقے میں ووٹروں کی تعداد دو لاکھ سے زائد ہوتی ہے۔

OOO

ترکی میں سیاسی بحران

ترکی میں سیاسی بحران حل ہونے کی بجائے مزید گہرا ہوتا جا رہا ہے پہلے یہ خبریں ملی تھیں کہ اسلام پسند وزیر اعظم نجم الدین اربکان نے فوج کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ لیکن اب جو خبریں مل رہی ہیں اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اربکان شکست تسلیم کرنے پر تیار نہیں ہیں اور انہوں نے ملک میں اسلامی پالیسیوں کو روکنے کے لئے فوج کا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اسلام پسندوں کے خلاف کوئی مطالبہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے قبل از وقت انتخابات کی بھی دھمکی دی ہے۔ اور ملک میں مارشل لاء کا خطرہ بھی محسوس کیا جا رہا ہے۔ مسٹر اربکان نے کہا ہے کہ فوجی حکام کی سرپرستی میں دینی مدارس پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ انہوں نے اعلان کیا کہ ہم ترک عوام کو اپ ایمان اور عقیدے کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے تمام سہولتیں فراہم کریں گے۔

ترکی میں دینی مدارس پر چھاپے مارنے کا جو سلسلہ فوج نے شروع کیا تھا وہ جاری ہے۔ یہ چھاپے فوجی قیادت کی ایماء پر مارے جا رہے ہیں اور ملک کا وزیر اعظم اس معاملے میں بے بس ہے۔ اسلام پسند رفاہ پارٹی نے کہا ہے کہ فوج کے کسی ایسے مطالبے کو تسلیم نہیں کرے گی جس کا مقصد اسلامی احیاء کی تحریک کو کچلنا ہو۔

ادھر سابق ترک وزیرِ اعظم تانسو چیلر نے اربکان کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل ملنے والی خبروں میں انہوں نے اشارہ دیا تھا کہ وہ فوج کے دباؤ کے نیچے آکر رفاہ پارٹی کا ساتھ چھوڑنے پر غور کر رہی ہیں۔ لیکن اب انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن خود مسز تانسو چیلر پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔ امکان ہے کہ ان کی پارٹی کے بعض مزید وزراء بھی مستعفی ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہو گیا تو مسز تانسو چیلر کے لئے اربکان کی حمایت جاری رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

بی بی سی کا کہنا ہے کہ ترکی میں فوج جو ملک کے اقتدار پر تین مرتبہ قبضہ کر چکی ہے ایک بار پھر اقتدار پر قبضہ کا منصوبہ بنا چکی ہے۔ کیونکہ فوج کے بعض عہدیداروں کا کہنا ہے کہ اسلام پسند وزیرِ اعظم نجم الدین اربکان ملک میں اسلامی روایات کو فروغ دینے اور اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

OOO

زائر کے صدر کو امریکہ کا پیغام

زائر کے صدر موبوتو باغی لیڈر لارینٹ کابیلہ سے مذاکرات کر رہے ہیں۔ اس ملاقات کا اہتمام جنوبی افریقہ کے صدر نیلسن منڈیلا نے کیا ہے۔ دوسری طرف امریکہ کے سفیر بل رچرڈسن نے صدر موبوتو سے ملاقات کی ہے اور ان کو امریکہ کے صدر بل کلنٹن کا پیغام پہنچایا ہے۔ یہ پیغام سخت الفاظ پر مشتمل ہے اور اس میں صدر کلنٹن نے صدر موبوتو پر زور دیا ہے کہ وہ اقتدار سے الگ ہو جائیں۔

OOO

کیمیائی ہتھیاروں پر پابندی کا معاہدہ

کیمیائی ہتھیار تیار کرنے' انہیں سٹاک کرنے اور پہلے سے موجود ہتھیاروں کو تباہ کرنے کا عالمی معاہدہ نافذ کر دیا گیا ہے اب تک 87 ممالک اس کی توثیق کر چکے ہیں۔ ایک خاص تاریخ سے پہلے پہلے اس معاہدے کی توثیق کرنے والے ممالک اس معاہدے کے بانی ارکان کہلائیں گے اور بانی ارکان کو ہی اجازت ہو گی کہ وہ معاہدے کی انتظامی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کریں جو ہتھیاروں کی مانیٹرنگ اور ان کا ریکارڈ رکھ سکیں گے۔ حال ہی میں جن ممالک نے اس معاہدہ کی توثیق کی ہے ان میں بحرین' آئس لینڈ' مالی' مالٹا' جنوبی کوریا اور سرینام شامل ہیں۔ اگر کیوبا نے بھی معاہدے کی توثیق کر دی تو وہ 88 واں ملک ہو گا۔ گزشتہ دنوں امریکہ کی سینٹ نے اس کی توثیق کر دی تھی جبکہ روس نے اس کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا اس معاہدے پر عمل در آمد کے لئے جو رقم درکار ہے وہ اس کے پاس نہیں اس کے علاوہ پہلے سے تیار شدہ ہتھیاروں کو تلف کرنے کے لئے جو وقت دیا گیا ہے وہ بھی تھوڑا ہے۔

OOO

محمد خورشید قریشی

مکرم چوہدری محمد حسین صاحب دھوتھڑ

یکم جنوری 1918ء کو پنڈی دھوتھڑاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے سسر مکرم چوہدری غلام حیدر صاحب پٹواری کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔

موصوف نے میٹرک پاس کرنے کے بعد فوج میں ملازمت کی فوج کے افسران سے نمایاں کارکردگی کے متعدد سرٹیفکیٹس حاصل کئے۔ بعد ازاں ڈی سی آفس گجرات میں کلرک بھرتی ہوئے اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ تک پہنچے۔

دوران ملازمت خدمت خلق بڑی تندہی سے کرتے رہے۔ اپنے گاؤں یا نواحی گاؤں سے کوئی آدمی کام کے لئے ان کے دفتر آتا تو اس کی بڑی تکریم کرتے۔ موقع کی مناسبت سے مہمانداری کرتے اور اگر کوئی سائل غریب ہوتا کرایہ بھی دے دیتے۔ موصوف کے انہی اوصاف کی بناء پر ان کی وفات پر تعزیت کے لئے دوسرے اضلاع سے ایسے ایسے افراد آئے جن سے ان کی اولاد بھی متعارف نہ تھی۔ تعزیت کرنے والا تعارف کروا کے بتاتا کہ موصوف نے مجھ سے فلاں نیکی کی تھی۔ انہوں نے متعدد افراد کو ملازمتیں دلوا کر باعزت روزی کمانے والا بنایا۔

دوران ملازمت اور بعد از ریٹائرمنٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمات مختلف جماعتی عہدوں پر رہ کر سرانجام دیتے رہے۔ آپ صدر جماعت' نگران حلقہ' نائب ناظم تحریک جدید اول اور نائب ناظم تربیت جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے۔

تمام تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے یہاں تک کہ ضلع کی مختلف جماعتوں کو تعمیر بیوت کی مساعی میں مالی معاونت کرتے رہے۔ گولیکی بیت الذکر کی تعمیر کے لئے گرانقدر عطیہ دیا۔ متاثرین چک سکندر کی بھی مالی معاونت کی۔

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ 1992ء میں شرکت کی۔ موصوف خاموش طبع' دعاگو تھے نہایت زیرک شخصیت کے حامل تھے۔

ڈی سی آفس میں ملازمت کے دوران افسران بالا ان کی دیانت و محنت کے معترف تھے آپ دوران ملازمت بھی باقاعدگی سے عبادات ادا کرتے تھے۔ ڈی سی گجرات چوہدری عبداللطیف نے آپ کو اعزازی سرٹیفکیٹ سے نوازا۔

تحریک وقف نو میں آپ کے تین پوتے اور دو نواسیاں بفضل تعالیٰ شامل ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کی خدمت میں باقاعدہ خطوط لکھتے۔ گویا کہ حضرت صاحب سے ان کا ایک ذاتی تعلق تھا۔

تنظیم انصار اللہ کے ہر امتحان میں باقاعدگی سے شرکت کرتے کلام الٰہی کا کافی حصہ زبانی یاد تھا۔ وقف عارضی کی تحریک میں شرکت کرتے۔

سلسلہ کے نمائندگان کا بہت زیادہ ادب کرتے تھے۔ عمر میں خواہ کوئی مربی یا معلم کتنا ہی کم ہوتا خود ہاتھ دھلاتے' کھانا پیش کرتے' زیادہ سے زیادہ خدمت کرتے۔ ان کے بوقت ضرورت کپڑے وغیرہ دھلانے کا انتظام کرتے۔

دوران ملازمت اور ملازمت کے بعد آپ مسلسل خدمت خلق کرتے رہے اسیران سعد اللہ پور کے ساتھ ساتھ رہے۔ باقاعدہ تھانہ میں جاکر ان کی دلجوئی کرتے۔ جیل میں ان سے باقاعدہ ملاقات کرتے۔ خدا تعالیٰ نے اسیران سعد اللہ پور کی باعزت رہائی میں بھی آپ کو بھی معاونت کا اعزاز بخشا۔

منکسر المزاج اتنے تھے کہ دوران سفر بوڑھے افراد خصوصاً عورتوں کو سیٹ دے دیتے اور خود کھڑے ہو کر تمام سفر طے کرتے۔

احمدیت کی خاطر ہر وقت اپنے حقوق سے دستبردار ہونے کے لئے تیار رہتے اس کی متعدد مثالیں ان کی زندگی میں ملتی ہیں۔

راقم الحروف کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ خاکسار کو آپ ہی کی وساطت سے احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ موصوف پنڈی دھوتھڑاں میں اکیلے احمدی تھے آج بفضل تعالیٰ یہ تعداد پچاس سے متجاوز ہے۔ ایک اور خوبی موصوف کی یہ بھی تھی کہ جس شخص سے جس قسم کا تعلق قائم کیا زندگی بھر اسے نبھایا۔ سلسلہ کے تمام بزرگوں کو دعائیہ خطوط لکھتے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کی۔

بیماروں کی عیادت کرنا آپ کی گویا سرشت میں شامل تھا۔ کسی کی موت پر تعزیت کے لئے لازماً جاتے۔ اپنی اولاد کے لئے موصوف نے دعاؤں کا ایک لازوال خزانہ چھوڑا ہے۔

دس بجے صبح 26۔ نومبر 1994ء کو خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کی وفات کے ایک گھنٹہ بعد ان کا پہلوٹھا بیٹا مکرم ماسٹر ریاض احمد بھی بوجہ بیماری فوت ہو گیا۔ اسی طرح ایک ہی گھر سے بیک وقت دو جنازے اٹھے۔ علاقہ میں کہرام مچ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پر اے دل تو جان فدا کر

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

بقیہ صفحہ 5

آپ کا اس موضوع کے بارے میں کیا خیال ہے۔ آیا آپ میرے ساتھیوں سے متفق ہیں یا اختلاف رکھتے ہیں۔ امیدوار جو مکمل طور پر سنبھل چکا ہے۔ بڑے اطمینان اور اعتماد سے اپنا ما فی الضمیر ادا کرتا ہے۔ اور بورڈ والے اس کی صلاحیت وغیرہ کے بارے میں کافی حد تک اندازہ لگانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

OOO

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

اتوار 11- مئی 1997ء

12-00 رات۔اردو کلاس۔
1-00 تعلیم دین حق۔روحانی خزائن۔
2-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ (97-5-10)
3-00 چینی زبان سیکھئے۔
3-30 حکایات شیریں۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ آیئے عبادت کرنا سیکھیں۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 کینیڈین ہورائزن نمبر12۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 چینی زبان سیکھئے۔
8-30 حکایات شیریں۔
9-00 بچوں کی ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ آیئے عبادت کرنا سیکھیں۔
11-00 سرائیکی پروگرام۔مشاعرہ۔حصہ اول۔
12-00 تعلیم دین حق۔روحانی خزائن۔
12-45 لقاء مع العرب۔
1-50 اردو کلاس۔
2-50 بنگالی پروگرام۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چینی زبان سیکھئے۔
5-00 مجلس سوال وجواب۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے ساتھ۔ از انصار اللہ۔ یو۔کے (95-7-8) حصہ دوم
6-00 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ 97-5-11۔
7-30 اراؤنڈ دی گلوب۔ آل پاکستان انڈسٹریل نمائش۔حصہ سوئم۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 البانین پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ پروگرام واقفین نو۔ بہاول نگر۔
11-00 جرمن پروگرام۔

سوموار 12- مئی 1997ء

12-00 اردو کلاس۔
1-00 بیت بازی۔
1-30 درس کلام الٰہی۔ نمبر25 (1995ء) از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
3-30 چینی زبان سیکھئے۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ کوئز پروگرام۔ واقفین نو۔بہاولنگر۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 اراؤنڈ دی گلوب۔ آل پاکستان انڈسٹریل نمائش۔پارٹ3۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 چینی زبان سیکھئے۔
9-00 ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ (97-5-11)
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ کوئز پروگرام۔ واقفین نو۔بہاولنگر۔
11-00 درس کلام الٰہی۔ نمبر25 (1995) از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔ بیت الفضل لندن۔یو۔کے۔
12-30 بیت بازی۔
1-00 لقاء مع العرب۔
1-50 اردو کلاس۔
2-50 بنگلہ پروگرام۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
4-30 نارویجئین زبان سیکھئے۔
5-00 انڈونیشین پروگرام۔
6-00 ہومیوپیتھی کلاس۔از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
7-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔ باسکٹ بال ٹورنامنٹ۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 ترکی پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت-حدیث-خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 جرمن پروگرام۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

O مکرم صوفی بشیر احمد صاحب ابن مکرم غلام محمد صاحب ڈھونیکی وزیر آباد کچھ عرصہ سے گردوں کی شدید انفیکشن میں مبتلا ہیں پتھری کی بھی شکایت ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے۔

O مکرم رانا ارشد احمد خان صاحب تر گڑی ضلع گوجرانوالہ کے والد چوہدری فرزند علی خان صاحب بیمار ہیں۔

احباب کرام سے درخواست دعا ہے۔

نکاح

O عزیزہ صائمہ خان بنت ماشاء اللہ خان صاحب آف لاہور کا نکاح ہمراہ مکرم بابر یاسین چوہدری صاحب ابن مکرم بشارت احمد چوہدری صاحب آف کینیڈا مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی ضلع لاہور نے مورخہ 25 اپریل 1997ء کو دارالذکر لاہور میں مبلغ پندرہ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے کامیاب بنائے۔

نکاح و تقریب رخصتانہ

O عزیزہ رفیعہ خلیل صاحبہ بنت مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب گلشن اقبال کراچی کا نکاح ہمراہ مکرم نعیم احمد صاحب ولد چوہدری بشیر احمد صاحب ساکن G-7 اسلام آباد بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر پر مکرم وسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے 24 مارچ 97ء کو فرح پیلس کراچی میں پڑھا۔ اسی دن تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔

اس سادہ اور پروقار تقریب میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی کے علاوہ جماعت کے دیگر معززین نے بھی شرکت کی۔

احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

اعلان داخلہ

O غلام اسحاق خان انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی نے مندرجہ ذیل 4 سالہ انجینئرنگ ڈگری پروگراموں میں داخلہ کے لئے درخواستیں طلب کی ہیں (1) کمپیوٹر سسٹم انجینئرنگ (2) انجینئرنگ سائنسز (3) الیکٹرانک انجینئرنگ (4) میکینکل انجینئرنگ (5) میٹالرجی اور میٹریل انجینئرنگ

داخلہ کے لئے F.Sc. پری انجینئرنگ مضامین کے ساتھ بغیر NCC کے 60 فی صد نمبر حاصل کئے ہونا ضروری ہے۔ B.Sc. کرنے والے طلباء بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ داخلہ سے قبل ایک داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ یہ ٹیسٹ کراچی' لاہور' اسلام آباد' پشاور اور کوئٹہ میں 29 جون 1997ء کو ہو گا۔ داخلہ فارم مع پراسپکٹس وغیرہ 500 روپے کے عوض دفتر سے یا منی آرڈر / بینک ڈرافٹ بنام ادارہ بذریعہ حبیب بینک ارسال کر کے منگوائے جا سکتے ہیں انسٹی ٹیوٹ کی بینک کا برانچ نمبر 1979 ہے۔ ہر لحاظ سے مکمل فارم پہنچنے کی آخری تاریخ 5 جون 1997ء ہے۔

(نظارت تعلیم)

اعلان

O انسٹی ٹیوٹ آف کاسٹ اینڈ مینجمنٹ اکاؤنٹس آف پاکستان (ICMAP) نے داخلہ کا اعلان کر دیا ہے۔ داخلہ کے لئے درخواست دہندہ کا گریجویٹ ہونا لازمی ہے۔ داخلہ سے قبل ذہانت۔ انگریزی Arihmatic کا داخلہ ٹیسٹ کلیئر کرنا لازمی ہو گا۔ داخلہ ٹیسٹ کی فیس -/600 روپے ہے۔ داخلہ ٹیسٹ یکم جون 97ء کو ہو گا اور داخلہ فارم 20- مئی 97ء تک کراچی۔ لاہور۔ اسلام آباد۔ پشاور۔ کوئٹہ۔ فیصل آباد۔ ملتان اور میرپور آزاد کشمیر میں واقع CMAP / سینٹرز سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تبدیلی سائیکل

O مورخہ 97-4-3 کو مکرم میاں محمد رفیع ناصر صاحب ناصر دواخانہ ربوہ کا سائیکل (چائنا) البرق الیکٹرک سٹور بالمقابل ایوان محمود ربوہ سے کوئی صاحب غلطی سے تبدیل کر کے لے گئے ہیں۔ براہ مہربانی وہ دوست جن کا سائیکل بدلا گیا ہو ناصر دواخانہ سے اپنا سائیکل بدل لیں۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ)

اعلان دار القضاء

O (مکرم عبد الباسط صاحب بابت ترکہ مکرم عبد الرحیم صاب درویش)

مکرم عبد الباسط صاحب مربی سلسلہ مکان نمبر 8/17 دار الرحمت وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محترم عبد الرحیم صاحب درویش ،قضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ لہٰذا ان کا قطعہ نمبر 45/17 برقبہ 10 مرلہ واقع محلہ دار الرحمت وسطی ربوہ میرے دو بھائیوں مکرم عبد المجید صاحب نیاز اور مکرم عبد السلام صاحب طاہر کے نام بحصہ مساوی منتقل کر دیا جائے۔ ہم سب ورثاء کو اس سے اتفاق ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

1۔ محترمہ امتہ اللطیف صاحبہ (دختر)
2۔ مکرم عبد المجید نیاز صاحب (پسر)
3۔ مکرم عبد الباسط صاحب (پسر)
4۔ محترمہ امتہ الرشید صاحبہ (دختر)
5۔ محترمہ امتہ الباری صاحبہ (دختر)
6۔ محترمہ امتہ الشکور صاحبہ (دختر)
7۔ محترمہ امتہ الحمید صاحبہ (دختر)
8۔ مکرم عبد السلام صاحب (پسر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 7- مئی-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے امریکہ میں ایک انٹرویو میں انکشاف کیا ہے کہ ایک پاکستانی نژاد امریکن منصور اعجاز نے ان سے کہا تھا کہ پاکستان اسرائیل کو فوراً تسلیم کرلے۔ محترمہ نے کہا کہ میں نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ مسلم امہ کا مشترکہ فیصلہ ہونا چاہئے۔ اس پر اعجاز غصے میں آ گیا اور اس نے میرے ساتھیوں کو دھمکیاں دیں کہ اپنا سامان پیک کرلو کیونکہ تمہاری حکومت جانے والی ہے۔ محترمہ نے کہا کہ منصور اعجاز سے ملنے کی ہدایت مجھے صدر فاروق لغاری نے کی تھی۔ امریکہ کے اخبار ار کینساس گزٹ نے خبر دی ہے کہ منصور اعجاز نے کہا ہے کہ اس نے سابق وزیر اعظم کو چار صفحے کا ایک خط لکھا تھا جس میں انہیں وارننگ دی گئی تھی کہ ایک سیاستدان اور ایک فوجی جرنیل ان کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔ محترمہ نے فوجی جرنیل کے بارے میں تبصرہ کرنے سے انکار کردیا۔ انہوں نے کہا کہ اعجاز نے ان سے ملاقات کے بعد پاکستان میں ان کے خلاف ڈس انفارمیشن کی مہم چلا دی۔ انہوں نے کہا کہ ان سے اعجاز کی ملاقات پاکستان میں ہوئی تھی۔

○ ایک سعودی وزیر نے بتایا ہے کہ منیٰ میں گزشتہ ماہ جو آتشزدگی ہوئی جس میں 393 حاجی شہید ہو گئے حادثہ کے نتیجے میں ایک سٹوو سے لگی تھی۔

○ روپے کی قیمت ڈالر کے مقابلے میں 9 پیسے گرگئی ہے۔

○ سپریم کورٹ نے پیپلز پارٹی کے سابق سیکرٹری جنرل شیخ رفیق کی سینٹ کی سیٹ منسوخ قرار دینے کے فیصلے کو معطل کردیا ہے۔ یہ فیصلہ لاہور ہائی کورٹ نے کیا تھا۔

○ اسلام آباد اور پشاور کے درمیان موٹر وے کے اخراجات میں 55 فیصد اضافہ کردیا گیا ہے۔ اب اس پر 25۔ ارب روپے لاگت آئے گی۔ یہ موٹر وے ترکی کی ایک فرم بنا رہی ہے۔

○ پنجاب اسمبلی کے سپیکر پرویز الٰہی کے بہنوئی اور وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کے ہم زلف گوجرانوالہ کے ایس ایس پی اشرف مارتھ کو ان کے ڈرائیور سمیت قتل کر دیا گیا۔ وہ گوجرانوالہ میں اپنی سرکاری رہائش گاہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ تین دہشت گردوں نے جو ایک موٹر سائیکل پر سوار تھے ایک درخت کی آڑ سے فائرنگ کردی۔ ڈرائیور سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ اشرف مارتھ زخمی ہونے کے بعد اتر کر گاڑی کے عقب میں آئے تو حملہ آوروں نے انہیں دونوں اطراف سے برسٹ مارے اور ہلاکت کا یقین ہونے کے بعد فرار ہو گئے۔

○ ایس ایس پی گوجرانوالہ کے قتل سے صوبے بھر کی انتظامی مشینری ہل کر رہ گئی۔ سینکڑوں پولیس اہلکار اور افسر موقع پر پہنچ گئے۔ شہر کو سیل کردیا گیا۔

○ سپاہ صحابہ کے سربراہ مولانا اعظم طارق کو ایس ایس پی گوجرانوالہ کے قتل کے سلسلے میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ وہ ان دنوں قتل کے ایک اور مقدمہ میں ضمانت پر رہا تھے۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین اور سپیکر پنجاب اسمبلی چوہدری پرویز الٰہی نے اپنے قریبی عزیز اشرف مارتھ کی ہلاکت پر کہا ہے کہ ہمیں دہشت گردوں کا چیلنج منظور ہے ان کا صفایا کردیں گے۔ چوہدری پرویز الٰہی نے کہا ہے کہ اشرف مارتھ ایک بہادر اور دلیر فوجی افسر تھے۔ انہیں ملتان میں اور خانہ فرہنگ ایران میں دہشت گردی کے ملزمان کی گرفتاری کے بعد مسلسل دھمکیاں مل رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان دہشت گردوں کو گرفتار کرنے والے پولیس افسر کا قتل یہ پیغام ہے کہ ایسے عناصر کو گرفتار نہ کیا جائے۔ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین کو جب اس قتل کی اطلاع ملی تو وہ اعلیٰ افسران کے ایک اجلاس میں شرکت کر رہے تھے۔ انہوں نے اجلاس جاری رکھا۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ دکھ کا پہاڑ مجھ پر بھی ٹوٹا ہے۔ صدر مملکت نے بھی فون پر چوہدری شجاعت حسین سے دکھ کا اظہار کیا۔ اسلام آباد میں چوہدری شجاعت کی کوٹھی پر سوگواروں کا ہجوم جمع تھا۔

○ آل انڈیا ریڈیو نے کہا ہے کہ پاکستان کی فرقہ وارانہ دہشت گردی میں امریکی سی آئی اے ملوث ہے۔

○ صدر مملکت نے کہا ہے کہ آپس کی لڑائی بڑے سانحہ کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ فرقہ واریت کو جڑ سے اکھاڑ دیا جائے۔ دشمنوں نے کئی مواقع پر شیعہ سنی فسادات پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ حکومت تفریق پیدا کرنے والی قوتوں کے ساتھ سختی سے نبٹے گی۔ مذہب کے نام پر نفرت کے بیج بونے والے کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ حسینیہ کانفرنس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت کے پیچھے "را" یا کسی دوسری ایجنسی کے ایجنٹ ہو سکتے ہیں۔

○ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا ہے کہ اشرف مارتھ کا قتل میرا ذاتی صدمہ ہے۔ دہشت گردی کرنے والے عناصر کو بے نقاب کرنا ہوگا۔ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار کہ نہیں ایجنسیاں اور حکومت دہشت گردوں کی پشت پناہی کرنے والوں سے باخبر نہ ہوں۔

○ گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ معصوم شہریوں کی جانوں سے کھیلنے والے جلد کیفر کردار کو پہنچیں گے۔ پولیس اپنے بہترین افسر سے محروم ہو گئی۔ وزیر اعلیٰ نے جو اپنے والد کے علاج کے سلسلے میں لندن میں ہیں آئی جی کو ہدایت کی ہے کہ مجرموں کی گرفتاری کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے۔

○ پاکستان میں دہشت گردی کی حالیہ لہر میں گزشتہ 4 ماہ میں 70۔ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔

○ وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے ساتویں اکنامک پیکیج کے بارے میں تفاصیل سے آگاہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس پیکیج سے کیپٹل مارکیٹ کو ترقی ملے گی۔ اور سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔

○ پاکستان کا دورہ کرنے والے ایک یورپی مشن نے پاکستان کو مشورہ دیا ہے کہ کشمیر کا مسئلہ ہیگ کی عالمی عدالت انصاف میں اٹھایا جائے۔ یہ تجویز یورپین پارلیمنٹ کے ایک ڈچ ممبر نے وزیر اعظم نواز شریف کو پیش کی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا کہ وہ یہ بات بھارتی وزیر اعظم مسٹر گجرال سے ہونے والی ملاقات میں اٹھائیں گے۔ یہ ملاقات 12 سے 14 مئی تک سارک سربراہی کانفرنس کے دوران ہوگی۔

○ بھارت کے دارالحکومت نئی دہلی میں ایک بم دھماکہ میں 11۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ طاقتور دھماکہ نئی دہلی کے معروف گنجان آباد رہائشی علاقہ میں ہوا۔

○ مولانا فضل الرحمٰن نے حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ افغانستان کی طالبان حکومت کو تسلیم کرلے۔

○ محرم الحرام کے دنوں میں 30 علماء کرام کا کوہاٹ میں داخلہ بند کردیا گیا ہے۔

○ ایشین یونین کے قیام کی تجویز لے کر ایران اور چین میدان میں آگئے ہیں۔ روس اور بھارت کا بھی تعاون شامل ہونے کا امکان ہے۔

○ گورنر پنجاب شاہد حامد نے کہا ہے کہ معاشی اور خوراک کے بحران کا سبب افغانستان کی جنگ ہے۔ تمام افغان گروپوں کو مل کر مسئلے کا حل ڈھونڈنا چاہئے۔

○ آزادی کپ کرکٹ ٹورنامنٹ دیکھنے کے لئے پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف کو دعوت دی گئی ہے۔ یہ ٹورنامنٹ 9۔ مئی سے شروع ہو رہا ہے۔ اس میں پاکستان اور بھارت کے علاوہ سری لنکا اور نیوزی لینڈ کی ٹیمیں شرکت کر رہی ہیں۔

○ ذرائع نے دعویٰ کیا ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو جو حکومت کے خلاف خاموش ہیں اس کی وجہ سوا تین ارب روپے کی وہ دولت ہے جو حکومت جانے سے چند دن قبل آصف زرداری سے سوئٹزر لینڈ کے بینکوں میں رکھوائی تھی۔ یہ رقم آصف زرداری کو باہر آنے پر ہی مل سکتی ہے۔

ضرورت ہے

• منشی : قالینوں کے کاروبار کیلئے ہمیں ایک منشی کی ضرورت ہے۔ تجربہ ضروری نہیں کسی بھی محکمہ سے ریٹائرڈ دوست جو لاہور کے رہائشی ہوں اپنے صدر صاحب جماعت کی تصدیق سے رجوع کریں

• رفوگر : ایک رفوگر قالینوں کے لئے 16/16 کوالٹی اور 11/11 کے قالینوں کی مرمت قالین کی گنتی، چیکنگ، کھڈیوں پہ بنتے ہوئے قالین چیک کرنا اور مکمل ہو چکنے پہ قالینوں کی چھوٹی موٹی مرمت کرنا میں انتہائی تجربہ کار ہونا چاہیئے۔

رابطہ
منور کارپٹس 18 ڈی۔ آفیسرز کالونی غازی روڈ لاہور کینٹ فون: 6666497
سائٹ آفس: مرارڑہ ضلع نارووال فون 04344-2084

جرمن ہومیوپیتھک ادویات

مدرٹنکچرز، پوٹینسیاں، بایوکیمک ادویات رعایتی نرخوں پر، پریکٹیشنرز حضرات کیلئے خصوصی رعائت۔
• سادہ گولیاں • ٹکیاں • شوگر آف ملک • خالی ڈبیاں اور ڈراپرز علاوہ ازیں ہومیوپیتھک کتب بھی دستیاب ہیں۔ **کیور یٹو میڈیسن** (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی** رجسٹرڈ **ربوہ** فون: 771 فیکس: 212299

اکسیر موٹاپا 40/-	ہمدرد نسواں (حبوب اٹھرا) 25/-	دوائی فضل الٰہی (برائے اولاد نرینہ) 200/-	زوجام عشق 900/-	اکسیر لیکوریا کیپسول 40/-	کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 25/-	سفوف اکسیر شوگر 35/-	جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ فون: 659